8420

انتساب

رَبُّ الْعَالَمِیْن

کی

شانِ رُبُوبِیَّت

سے

سراپا عجز

شیخ محمد اقبال ابنِ شیخ سکندر دین رحمۃ اللہ علیہ

جن سے کوئی بات گزر نہیں سکتی۔

(۲) ہمارے دل غلاف ہیں گویا سربند ظروف ہیں جو علم سے لبریز ہیں۔ ہمیں مزید علم کی حاجت نہیں۔

وَّ بِكُفْرِهِمْ

اور بسبب کفر ان کا

اور اُن کے کفر کے سبب

وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

اور کہنا ان کا پر مریم بہتان[1] بڑا

اور مریم پر ایک بڑا بہتان لگانے کے سبب

قَوْل کہنا

بُهْتَان ایسا جھوٹ جو سننے والے کو حیران اور دم بخود کر دے۔ تہمت

قَولِ بُہتان سے مراد ہے تہمت لگانا

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا

اور کہنا ان کا یقیناً ہم قتل کیا ہم نے

اور اُن کے اس کہنے (کے سبب) کہ ہم نے قتل کر دیا

---

[1] قول کا مفعول بہ ہے

Marfat.com

الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج

بیٹا

المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

حالانکہ نہ قتل کیا انہوں نے اسے اور نہ صلیب پر چڑھایا اسے

حالانکہ انہوں نے نہ اُسے قتل کیا اور نہ انہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط

اور لیکن شبہ ڈالا گیا لئے ان کے

اور لیکن اُن کے لئے شبہ ڈالا گیا

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

اور یقیناً جو اختلاف کیا انہوں نے اس کی بابت

اور جو لوگ اس کی بابت اختلاف کرتے ہیں

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط

ضرور میں شک [2]

وہ اس کے بارے میں ضرور شک میں ہیں

[1] یہاں سے حال ہے

[2] شک سے یہاں مراد ہے نفیِ یقین ۔ تردّد

Marfat.com

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ

نہیں انہیں ساتھ اس کے کچھ علم

انہیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں

اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

سوا پیروی گمان

گمان کی پیروی کے سوا۔

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝۱۵۷

اور نہ قتل کیا انہوں نے اسے

اور انہوں نے اس کو یقین سے قتل نہیں کیا

نَسَبَهٗ ایک چیز کو اس طرح دوسری کے مانند بنایا کہ دیکھنے والے کو دونوں بالکل یکساں نظر آئیں۔

شُبِّهَ اسے کسی اور چیز کے مانند بنایا گیا

شُبِّهَ لَهُمْ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں

(۱) اُن کے آگے شبہ ڈالا گیا — یعنی انہیں دونوں صورتیں ایک سی نظر آئیں۔

(۲) ہم صورت بنایا گیا ——— یہاں نائب فاعل مقدر ہے یعنی وہ شخص جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل ڈالی گئی۔

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں:

(اوّل) قَتْلًا يَقِيْنًا کے اعتبار سے:

لہ یعنی وہ خود بھی شک میں ہیں

Marfat.com

یہ یقینی بات ہے کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا۔

(دوم) مُتَیَقِّنِیْن کے اعتبار سے :

اس کو یقین سے قتل نہیں کیا

— یعنی انہیں خود بھی اس کے قتل کا یقین نہیں۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ط

بلکہ اٹھایا اُسے طرف اس کی

بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا

وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۱۵۸﴾

اور ضرور ہے غلبہ والا حکمت والا

اور اللہ غلبہ والا ہے، حکمت والا ہے

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ

اور لہ سے والے ۵۲ ضرور ایمان لائے گا اس پر

اور اہل کتاب میں سے ہر آدمی اس پر ایمان لائے گا

قَبْلَ مَوْتِهٖ ج

پہلے موت اس کی

اس کی موت سے قبل

لہ اِن ..... اِلَّا حصر کے لئے آتے ہیں

Marfat.com

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾

اور روز قیامت ہوگا ان پر گواہ

اور وہ قیامت کے روز ان پر گواہ ہوگا

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

تو سبب ظلم سے جو یہودی ہوئے

یہود کے ظلم کے سبب

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ

حرام ٹھہرائیں ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حلال ٹھہرائی گئیں ان کے لئے

ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام ٹھہرا دیں

وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾

اور بسبب روکنا ان کا سے رستہ بہت

اور بسبب اُن کے بہت روکنے کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ

اور لینا ان کا سود حالانکہ ہیں منع کیے گئے وہ اس سے

اور بسبب اُن کے سود لینے کے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے

وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ

اور کھانا ان کا اموال لوگوں (کے) ساتھ باطل

اور بسبب اُن کے لوگوں کا مال ناحق کھانے کے

Marfat.com

وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾

اور تیار کیا ہم نے لئے کافرین ان سے سزا دردناک

اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ

لیکن پختہ کار میں علم ان سے اور مومنین

ان میں سے علم میں پختہ کاروں اور مؤمنوں کے سوا

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

ایمان رکھتے ہیں ۔ جو اتارا گیا طرف تیری

(جو) ایمان رکھتے ہیں اس پر جو (اے نبی!) آپؐ کی طرف اتارا گیا

وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

اور جو اتارا گیا پہلے تیرے

اور جو آپؐ سے پہلے اتارا گیا

وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

اور قائم کرنے والے[1] نماز

اور نماز قائم کرنے والے

[1] نصب برائے مدح ہے (خازن)
اور آفرین ہے نماز پر قائم رہنے والوں کو (محمود الحسنؒ)

Marfat.com

وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور دینے والے زکوٰۃ

اور زکوٰۃ دینے والے

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور ایمان رکھنے والے ۔ اور روز آخر

اور اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والے

ع ۲۲/۱۰/۲ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

وہ جلد دیں گے ہم انہیں اجر بڑا

ہم ان کو جلد ایک بڑا اجر دیں گے

اَلرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ سے مراد وہ علماء ہیں جو علم میں پختہ ہیں، جنہوں نے گہری نگاہ سے مطالعہ کیا ہے اور باعمل ہیں۔

وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

یہ مدح کا مقام ہے۔ عربوں کے ہاں دستور ہے کہ مدح یا ذم میں طول ہو جائے تو بعض اوقات اعراب بدل دیتے ہیں۔

اٰتٰى دیا يُؤْتِيْ وہ دیتا ہے نُؤْتِيْ ہم دیں گے

مُؤْتِيْ فاعل ہے یعنی دینے یا ادا کرنے والا مُؤْتُوْن جمع کا صیغہ ہے۔

تفسیر آیت ۱۵۳ — ۱۶۲

یہود کی کج طبعی-۲

یہود کی دیرینہ اور مسلسل جفا کاری کی وجہ سے ان کے طبعی خصائص پر کجی اور بے راہی کی چھاپ لگ چکی تھی۔ بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْہَا (آیت ۱۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مہر بند کر دیا تھا۔ ان میں سے بہت کم لوگ اسلام لائے صرف وہی حضرات اس دین سے مشرف ہوئے جن کی سرشت میں شروع سے حق پرستی تھی۔ یہ اصحاب دورِ یہودیت میں ہی حقیقۃً صاحبِ ایمان تھے۔ ان میں جو علماء تھے وہ باعمل تھے لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ سے مراد یہی باعمل اور پختہ علم اصحاب ہیں وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے مراد وہ اصحاب تھے جو یہودیت کے ایام میں بھی خالص ایمان رکھتے تھے۔ انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق دی۔ عام یہود کے لئے مشکل تھا کہ وہ پنجۂ شیطان سے آزاد ہو سکیں۔ وہ ہمیشہ ٹیڑھی راہوں کی تلاش میں رہے۔ اس کی مثالیں تاریخ کے ہر دور میں ملتی ہیں۔ قرآن حکیم نے آیاتِ زیرِ نظر میں صرف نمایاں مثالیں گنوائی ہیں۔ مثلاً:

(۱) یہودِ مدینہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں تو جیسی الواح ان کے پاس اتاری گئی تھیں آپ بھی ویسا ہی کوئی صحیفہ پیش کریں جو آسمان سے تحریر شدہ اترا ہو۔ یہ محض کج بحثی تھی۔ آسمان سے نازل شدہ تحریر ہی ان کے لئے ناقابلِ انکار ثبوت تھا تو انہوں نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی الواح سے کس لئے انکار کیا تھا اور کیوں کہا تھا کہ اگر یہ الواح واقعی مُنَزَّل من اللہ ہیں تو ہمیں اس کے ثبوت میں اللہ کا دیدار کرا دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر رؤساء کو پہاڑ پر لے گئے۔ یہود کے اس ظلم یعنی بے جا حرکت اور بدعنوانی کے سبب اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہاڑ میں ایک کڑکا ہوا اور ستر کے ستر مشتاقانِ دید موت سے ہم آغوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں

Marfat.com

دوبارہ زندہ کیا۔ پلٹ کر آئے اور قوم کو مشورہ دیا کہ تورات کو مان لو لیکن یہود بدستور منکر رہے۔ نہ عصا، نہ یدِ بیضا، اور نہ دیگر معجزات سے متاثر ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت سلطانِ مبین یعنی نمایاں حجت تھی مراد یہ کہ اپنی صداقت کا خود ہی ایک روشن ثبوت تھی۔ یہود نجب اس سے آنکھیں بند کرلیں تو نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ نبوت کو کیونکر پہچانتے؟

(۲) عہدِ موسوی میں جب یہود کا انکار سنگین صورت اختیار کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ضد توڑنے کے لئے سینا کا پہاڑ ان کے سروں پر معلق کر دیا۔ یہ لوگ ہراساں ہو گیے اور جان کے خوف سے شریعتِ موسوی کی ہامی بھر لی۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ سینا پر مشغولِ اعتکاف ہوئے اور بہت دن گزر گیے تو یہود نے سوچا کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گیے اور اُن کا دین بھی ختم ہوا۔ فوراً دھات کا ایک بچھڑا بنایا اور اسے پوجنے لگے۔ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے واپس آکر اس بچھڑے کو نابود کر دیا

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے زیرِ ہدایت یہود سے پیش گوئی فرمائی تھی کہ شام کا زرخیز اور شاداب علاقہ ایک دن تمہارے قبضہ میں ہوگا۔ فتحیاب ہونے کے بعد تکبر نہ کرنا، مفتوحہ شہر میں عاجزی سے قدم رکھنا۔ یہ شہر حضرت یوشع بن نون کے عہد میں فتح ہوا۔ یہود نے حضرت موسیٰؑ کی نصیحت کو نظر انداز کر دیا اور بڑے تکبر سے شہر میں داخل ہوئے۔

(۵) یہود نے جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی آیات سے انکار کیا (آیت ۱۵۶) مثلاً شریعتِ موسوی میں سبت یعنی ہفتہ کے روز کام کاج سے چھٹی کرنا لازم تھا۔ بحیرۂ قلزم کے ساحلی شہر ایلہ کے باشندوں نے اس کی خلاف ورزی کا حیلہ نکالا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ سزا دی کہ ان کی صورتیں مسخ کر ڈالیں۔

(۶) اسرائیلی تاریخ **نقضِ میثاق** یعنی حق فراموشی، قانون شکنی اور انسانیت کشی کی بھیانک تاریخ ہے۔ طبیعتوں میں وہ فتور اور مزاجوں میں وہ بگاڑ پیدا

Marfat.com

کہ انہیں حلال چیزوں سے نفرت اور حرام اشیاء سے رغبت ہوگئی۔ لہٰذا ارشاد ہے۔ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ یعنی ان کے ظلم عظیم کی وجہ سے ہم نے ان پر وہ پاکیزہ اشیاء جو کسی وقت ان کے لئے حلال تھیں تادیب کے لئے حرام ٹھہرا دیں کیونکہ ضبائع جس قدر سخت ہو جائیں ان کے لئے اسی قدر سخت قواعد اور قوانین کی ضرورت ہوتی ہے۔

ظُلم کا لفظ آیت ۱۶۰ میں اسم جنس کے طور سے آیا ہے اور سب متفرق مظالم کو حاوی ہے۔ اس میں حق دشمنی کی سب انواع اور ہر قسم کی بے قاعدگیاں اور بدعنوانیاں شامل ہیں۔ اَكْلِهِمُ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ بھی اسی کے ذیل میں آتا ہے۔ باطل طریقے سے لوگوں کے مال کھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حرام ذرائع سے کمائی کرتے تھے۔ رشوت، ذخیرہ اندوزی، نفع خوری، دین فروشی اور لوٹ کھسوٹ میں بہت بڑھ گئے تھے۔ ان کا سودی نظام ان کے اپنے معاشرے کی حدود سے نکل کر عالمگیر حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ لہٰذا اس سے انہیں خصوصی طور پر منع کیا گیا مگر وہ باز نہ آئے۔

(۷) انہوں نے انبیاء علیہم السلام اور صلحائے کرام پر الزام تراشے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت مریمؑ پر بدکاری کا بہتان لگا دیا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ واضح معجزات لائے تھے۔ آج بھی تورات کو اٹھا کر ایک نظر دیکھیں تو انبیاء سے ایسے گناہ منسوب نظر آتے ہیں کہ یہود کی اس جسارت پر انسانیت کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے۔

(۸) یہود کی درندگی اس حد تک بڑھی کہ انہوں نے انبیاء کے قتل سے بھی دریغ نہ کیا۔ حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام ایسے پیغمبروں کے خون میں ہاتھ رنگ لیے۔ حضرت عیسیٰؑ کو بھی صلیب پر چڑھانا چاہا لیکن ناکام رہے۔ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰؑ کا ہم شکل بنا دیا اور وہ صلیب کی نذر ہو گیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان

Marfat.com

پر زندہ اٹھا لیا۔ وہ اس وقت آسمان میں ہیں۔ قیامت کے قریب زمین پر اتریں گے اور ان کی موت سے قبل اہل کتاب میں سے ہر شخص ان پر ایمان لے آئے گا۔ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (اہل کتاب میں ہر شخص اس کی موت سے قبل اس پر ایمان لائے گا۔)

حضرت عیسیٰؑ کے رفع آسمانی کے سلسلہ میں کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے کہ یہود جو اپنے زعم میں سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم نے انہیں صلیب پر چڑھا دیا ہے تردد میں پڑ گئے وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا یعنی ان کو بھی پورا یقین نہ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا ہے۔ اس بارے میں اب بھی ان کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ اور یقیناً جو لوگ اس کی بابت اختلاف کرتے ہیں وہ اس کے بارے میں شک میں ہیں شَكٌّ کے لغوی معنی ہیں، تردد یعنی بے یقین ہونا۔ ارشاد ہے وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ یعنی اس کی بابت انہیں کوئی علم نہیں۔ گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی عقلوں پر ایسا پردہ ڈال دیا تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہاتھ ہی نہ ڈال سکے۔ انہیں حقائق کا علم نہیں۔ ظَنّ یعنی گمان کے اندھیروں میں اندازے لگاتے ہیں۔ شک اور تردد میں مبتلا ہیں۔ تاہم دیدہ دلیری کا یہ عالم ہے کہ بڑ ہانکتے پھرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ

یقیناً ہم وحی بھیجی ہم نے طرف تیری جیسے وحی بھیجی ہم نے

(اے نبیؐ!) یقیناً ہم نے وحی بھیجی آپؐ کی طرف جیسا کہ ہم نے وحی بھیجی

Marfat.com

إِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ

طرف نوح اور انبیاء بعد اس کے

نوح کی طرف اور اس کے بعد کے انبیاء کی طرف

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ

اور وحی بھیجی ہم نے طرف ابراہیم اور

اور ہم نے وحی بھیجی طرف ابراہیم اور اسماعیل

وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ

اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد

اور اسحاق اور یعقوب اور (اس کی) اولاد

وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ

اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون

اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون

وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾

اور سلیمان اور دی ہم نے داؤد (کو) زبور

اور سلیمان اور ہم نے داؤد کو زبور دی

اَسباط جمع ہے سِبط کی جس کے معنی ہیں پوتا یا نواسا اَسباط سے یہاں اولاد مراد ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے جن سے بارہ

Marfat.com

قبیلے تھے۔ ان قبیلوں کو اَسباط کہتے ہیں۔ یہاں وہ انبیاء مراد ہیں جو اولادِ یعقوبؑ میں مبعوث ہوئے

زَبَرَ — لکھا

زَبُوْر — بروزنِ فعول بمعنی مفعول ہے جیسے رَسُول، رَکُوب، حَلُوب وغیرہ۔

زَبُور کے لغوی معنی ہیں: نوشتہ، تحریر

زبور حضرتِ داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اس میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں۔ پوری کتاب تسبیح و تقدیس اور مناجات پر مشتمل تھی۔ اس کو حضرت داؤد علیہ السلام اس خوش الحانی سے پڑھتے تھے کہ چرند و پرند بھی حاضر ہو جاتے تھے (خازن)

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ

اور رسول ہیں ذکر کیا ہم نے انہیں تجھ پر پہلے

اور (بھیجے) رسول جن کا ذکر پہلے ہم آپ سے کر چکے ہیں

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ

اور رسول نہیں ذکر کیا ہم نے انہیں تجھ پر

اور رسول جن کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾

اور کلام کیا — کلام کرنا، بولنا

اور اللہ نے موسیٰؑ سے بول کر باتیں کیں

Marfat.com

قَصَّ بیان کیا، ذکر کیا

قَصَصْنَا ہم نے بیان کیا، ذکر کیا، بتایا
یہاں مراد ہے، نام بتایا اور حالات بیان کیے۔

كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا یہاں مصدر تحقیق کلام پر دلالت کر رہا ہے۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے واقعی کلام کیا۔
اور دو بدو باتیں کیں۔ یعنی یہ مجاز نہیں، حقیقت ہے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ

رسول	بشارت دینے والے	اور خوف دلانے والے

رسول بشارت دینے والے اور خوف دلانے والے

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ

تاکہ	نہ ہو	لئے	لوگ	پر	دلیل بعد رسول

تاکہ لوگوں کو ان رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی حجت نہ ہو

وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

اور	ضرور ہے	غلبہ والا	حکمت والا

اور اللہ غلبہ والا ہے، حکمت والا ہے

رُسُل جمع ہے رَسُول کی

مُبَشِّرِيْنَ بشارت دینے والے یعنی اس بات کی کہ اگر تم نے حق کا رستہ اختیار کیا تو کامیابی کی منزل سے ہم کنار ہو گے۔

مُنْذِرِيْنَ خوف دلانے والے یعنی اس بات کا کہ اگر تم نے باطل کا رستہ

Marfat.com

اختیار کیا تو تباہی میں گرفتار ہو گے۔

لِئَلَّا — تین لفظ ہیں : لِ (تاکہ) اَنْ (کہ) اور لَا (نہ)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ

لیکن — شہادت دیتا ہے

لیکن اللہ شہادت دیتا ہے

بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ

ساتھ جو — اتارا تیری طرف — اتارا — اسے ساتھ علم — اس کا

اس کا جو اس نے تیری طرف اتارا — اسے دانستہ اتارا

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ

اور — فرشتے — گواہی دیتے ہیں

اور فرشتے گواہ ہیں

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ ﴿۱۶۶﴾

اور — کافی رہا — اللہ — سند کے طور سے

اور اللہ بطور سند کے کافی ہے

شَہَادت — اصل میں یہ ہے کہ کوئی کسی موقع پر حاضر ہو، بات کو دیکھے یا سُنے اور پھر اُسے درست بیان کردے۔ چنانچہ مُشاہَدَہ کا لفظ معاینہ یعنی آنکھوں دیکھنے کے معنی رکھتا ہے۔ شَہَادت کے لفظ میں خبرٌ قاطعٌ (لسان العرب) یعنی

Marfat.com

قطعی اطلاع کا مفہوم ہوتا ہے۔ شاہد اس جاننے والے کو کہتے ہیں جو اپنی معلومات کو واضح طور سے بیان کردے (لسان)

شَهِدَ اللّٰهُ بَيَّنَ اللّٰهُ وَاَظْهَرَ (لسان العرب) یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی بات کا کھول کر اظہار کر دیا۔ مراد یہ کہ ثبوت فراہم کر دیا۔ بیضاوی نے لکن اللّٰهُ یشهد کے معنی لکھے ہیں: لکن اللّٰهُ يُثْبِتُهُ وَيُقَرِّرُهُ

شَهِيد واضح اور قطعی بیان دینے والا چاہے یہ عینی مشاہدہ کے بعد ہو یا پختہ معلومات کی بنا پر۔ قرآن میں آیا ہے، وَشَهِدَ اُولُوا الْعِلْمِ یعنی اصحاب علم نے مطالعہ، معاینہ اور تجربہ کے بعد پختہ ثبوت کی بنا پر کہا ہے۔

اس مفہوم کے اعتبار سے شَهِيد کو عرفِ عام میں سَنَد کہتے ہیں۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ یعنی ملائکہ اس کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ وہ اس کے گواہ ہیں

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا مراد یہ ہے کہ اگرچہ فرشتے بھی وحی کے گواہ ہیں لیکن ماننے والوں کے لئے تو اللہ کی سَنَد ہی کافی ہے۔

اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
یقیناً	جو	کفر کیا انہوں نے
یقیناً جنہوں نے کفر کیا		
وَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	
اور	روکا سے	راہ
اور اللہ کی راہ سے مانع ہوئے		

Marfat.com

قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾

پس کھو گئے گمراہی دور

وہ دور کی گمراہی میں کھو گئے

صَدَّ (۱) لازم — مڑ گیا، منہ موڑ گیا

(۲) متعدی — موڑ دیا، روکا، منع کیا

صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے دین سے لوگوں کو منع کرنے لگے

یعنی دین کے خلاف محاذ قائم کر لیا اور زر، زبان اور بازو کی قوت استعمال کرنے لگے۔

سبیل اللہ سے مراد اللہ کا دین ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا

یقیناً جو کفر کیا انہوں نے اور ظلم کیا انہوں نے

یقیناً جنہوں نے کفر کیا اور حق کی خلاف ورزی کی

لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

نہ ہوا کہ بخشے انہیں

اللہ انہیں بخشنے کا نہیں

وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ لا

اور نہ کہ چلائے ان کو رستہ

اور نہ ان کو کسی راہ پر چلانے کا ہے

Marfat.com

ظُلم — یہ لفظ یہاں اپنے وسیع مفہوم میں آیا ہے یعنی بے جا حرکات ۔ حق کی خلاف ورزی - بدعنوانی

هَدًى — ہدایت دی، رستہ دکھایا، رستہ پر چلایا

اِلَّا	طَرِيْقَ	جَهَنَّمَ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ
سوائے	رستہ	مقیم	اس میں	ہمیشہ
سوائے جہنم کی راہ کے			وہ اس میں ہمیشہ مقیم رہتے ہوئے	

اَبَدًا ؕ	وَ كَانَ	ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ
اور ہمیشہ	وہ	پر	آسان
اور یہ اللہ کو آسان ہے			

يٰٓاَيُّهَا	النَّاسُ	قَدْ جَآءَكُمُ	الرَّسُوْلُ
اے	لوگو	ہے آیا	تمہارے پاس رسول
اے لوگو! یہ رسولؐ تمہارے پاس آیا ہے			

بِالْحَقِّ	مِنْ	رَّبِّكُمْ	
ساتھ	حق	سے رب	تمہارا
تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ			

Marfat.com

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا

تو ایمان لاؤ بہتر لئے تمہارے اور اگر کفر کرو تم

پس ایمان لاؤ اپنی بہتری کو[1] اور اگر تم کفر کرو

فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

تو یقیناً اللہ کا جو میں آسمان اور زمین

تو یقیناً اللہ کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے

وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

اور ضرور ہے علم والا حکمت والا

اور اللہ علم والا ہے، حکمت والا ہے

خَيْرًا لَّكُمْ

تفسیر آیت ۱۶۳ — ۱۷۰

سب انبیاء علیہم السلام کا سرچشمۂ وحی ایک ہے

سب انبیاء یکساں صداقت رکھتے تھے

آیت ۱۶۳ میں ارشاد ہے کہ "(اے نبیؐ!) ہم نے وحی بھیجی آپؐ کی طرف جیسے ہم نے وحی بھیجی نوحؑ کی طرف اور اس کے بعد کے انبیاء کی طرف"۔ مراد یہ کہ سب انبیاء کا سررشتۂ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تھا۔ جہاں تک نفسِ وحی کا تعلق ہے اس میں سب برابر تھے۔ سب یکساں صداقت کے مظہر تھے۔ ہر ایک کا پیغام ایک ہی

---

[1] یعنی اس میں تمہاری بہتری ہوگی

نصب العین یعنی جہاد حکم الٰہی کی دعوت دیتا تھا۔ انبیاء علیہم السلام میں کسی قسم کی تفریق کرنا ان کی صداقت میں فرق نکالنے کے مترادف ہے لہٰذا کفر ہے۔ البتہ انبیاء کے ذاتی مدارج میں فرق ضرور تھا۔ بعض انبیاء نئی شریعتیں لائے اور بعض ان کے پیروؤں کی حیثیت میں تشریف لائے۔ کسی کو اللہ نے خلیل اور حبیب بنا لیا اور کسی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کھل کر کلام کیا وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا کسی کے پاس صرف وحی آئی اور کسی کے پاس کتابیں اور صحیفے اترے۔ حضرت داؤد کو زبور عطا ہوئی۔

وحی دانستہ نازل کی گئی ہے

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی اپنے علم سے یعنی دانستہ اتاری۔ یہ نہیں کہ بھول چوک ہو گئی مثلاً وحی کو کسی کے پاس روانہ کیا اور کسی نے وصول کر لی۔ یہود کہا کرتے تھے کہ نبوت کو یہود میں آنا تھا لیکن جبرئیل نے (نعوذ باللہ) اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا۔ ارشاد ہے: لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ اللہ تعالیٰ ثبوت دیتا ہے اس کا جو اس نے آپؐ کی طرف اتارا۔ اسے دانستہ اتارا، حضرت جبرئیل نے وحی میں ہیر پھیر نہیں کیا۔

انبیاء کی صداقت خوب روشن ہے

سب انبیاء علیہم السلام کی صداقت آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہے ہر چیز اس کی شاہد ہے۔ اللہ اور فرشتے بھی گواہ ہیں۔ یہود کو اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برہان ہیں اور اپنے ہمراہ قرآن حکیم لائے ہیں جو نورِ مبین ہے یعنی نمایاں اور چمکاتی ہوئی روشنی ہے۔ شجر و حجر بھی آپؐ کی نبوت کے قائل ہیں۔ لیکن اے یہود تم جان بوجھ کے آنکھیں موندے ہے ہو۔

غرضِ بعثت

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء بھیجے جن میں سے بعض کا ذکر قرآن حکیم میں آیا ہے اور بعض کا نہیں وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (اور رسول جنہیں ہم پہلے آپؐ سے ذکر کر چکے اور رسول جن کا ہم نے آپؐ سے ذکر نہیں کیا)

انبیاء کی بعثت سے مقصود یہ تھا کہ وہ الٰہی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر بنو آدم کے سامنے ایک جیتا جاگتا نمونۂ حیات پیش کر دیں تاکہ لوگ کل یہ نہ کہیں کہ اے اللہ تیری تعلیمات بے شک برحق ہیں، لیکن ہم کیوں کر جانتے کہ ان پر کیسے عمل ہو گا۔ اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو نبوت سونپتا تو پھر بھی بشر کی طرف سے یہ حجت ہو سکتی تھی کہ اے اللہ ہم میں فرشتوں کی سی صلاحیت اور طاقت کہاں کہ ہم ان کی پیروی کر سکیں۔ لہٰذا ارشاد ہے لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (تاکہ لوگوں کو ان رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی حجت نہ رہے) قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا یعنی رسول بھیجے بغیر ہم عذاب دینے والے نہیں۔

حاصل خطاب حاصل خطاب یہ ہے کہ انبیاء کی حقیقت افروز نبوت سے انکار کرنا جہنم کو دعوت دینا ہے۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سے انکار کرے وہ گمراہ رہے گا۔ دوزخ کی راہ کے سوا اسے اور کوئی راہ سجھائی نہ دے گی۔ جو لوگ اپنا زورِ بازو اور زورِ علم حضورؐ کے خلاف صرف کرتے ہیں وہ حق کی راہ سے بہت دور بھٹک جاتے ہیں (۱۶۷، ۱۶۹)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو دین لائے ہیں اس سے خیر و فلاح وابستہ ہے۔ جو لوگ اس دین کو قبول کریں گے اس میں ان کا اپنا بھلا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی اس میں کچھ منفعت نہیں۔ وہ ساری کائنات کا مالک ہے (آیت ۱۷۰)۔ اس لئے ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

يٰٓاَهْلَ	الْكِتٰبِ	لَا تَغْلُوْا	فِيْ دِيْنِكُمْ	
اے	والے	کتاب	مت غلو کرو	میں دین تمہارا
اے اہل کتاب!			اپنے دین میں غلو نہ کرو	
وَ لَا تَقُوْلُوْا	عَلَى اللّٰهِ	اِلَّا	الْحَقَّ ط	
اور مت کہو	پر	سوا	حق	
اور اللہ کے بارے میں صرف حق کہو				

Marfat.com

إِنَّمَا	الْمَسِيْحُ	عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ
صرف		بیٹا
	المسیح	عیسیٰ ابنِ مریم صرف
رَسُوْلُ اللّٰهِ	وَ كَلِمَتُهٗ ج	
	اور کلمہ	اس کا
اللہ کا رسول	اور	اس کا کلمہ ہے
اَلْقٰهَآ إِلٰى مَرْيَمَ	وَ رُوْحٌ مِّنْهُ	
ڈالا اسے طرف	اور	اس سے
اسے مریم کی طرف ڈالا	اور اس کی طرف سے ایک روح ہے	
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ق	وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط	
تو ایمان لاؤ ۔ اللہ اور رسول	اس کے اور مت کہو	تین
پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر	اور مت کہو تین ہیں	
اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط		
رک جاؤ	بہتر	لئے تمہارے
باز آؤ اپنی بہتری کو		
اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط		
صرف	معبود	ایک
اللہ ہی واحد معبود ہے		

Marfat.com

سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ

عیب سے بلند ہے وہ کہ ہو اس کی اولاد

اس کی ذات اس سے پاک ہے کہ اُس کی اولاد ہو

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اس کا جو میں آسمان اور جو میں زمین

یقیناً اللہ کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع ۲۳ ۹ ۳

اور کافی ہے ۔ کارساز

اور اللہ بطور کارساز کے کافی ہے

غَلَا اُس نے غلو کیا، حد سے نکلا تَغْلُوْنَ تم غلو کرتے ہو لَا تَغْلُوْا غلو مت کرو، حد سے نہ نکلو۔

اِنْتَهٰى رُک گیا يَنْتَهِي رُک جاتا ہے اِنْتَهُوْا رک جاؤ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ

ہرگز عار نہیں کرے گا

مسیح ہرگز عار نہیں کرے گا کہ

يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ

ہو بندہ اللہ کا اور نہ فرشتے مقرب

وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ مقرب فرشتے (عار کریں گے)

مریمؑ پر بہتان لگایا اور بعض نے انہیں معصوم مانتے ہوئے یہ نظریہ ایجاد کیا کہ عیسیٰؑ، خدا ہیں، ورنہ باپ کے بغیر کیسے پیدا ہو سکتے تھے۔

آیت ۱۷۱ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رُوحٌ مِّنْهُ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روح کہا گیا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے اعزاز کے لئے خود سے نسبت دی ہے جیسے کعبہ کی شرف افزائی کے لئے اُسے اپنا گھر قرار دیا ہے۔

ارشاد ہے۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ یعنی ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ مراد یہ کہ اس طرح ایمان لاؤ جیسے ایمان لانے کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں التباس نہ کرو۔ حدِ فاصل رہنے دو۔ بشریت کی صفات اللہ تعالیٰ سے اور الوہیت کے کمالات انبیاء سے منسوب نہ کرو۔ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ یعنی عیسیٰؑ اور مریمؑ یا جبرئیلؑ کو الوہیت میں شریک نہ کرو۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ الوہیت کے تین اُقنوم یعنی اصل یا جوہر ہیں۔ ایک گروہ اللہ، عیسیٰؑ اور مریم کو تین اقنوم مانتا تھا۔ یہ عرب کے عیسائی تھے۔ آج کل کے عیسائیوں میں حضرت مریمؑ کے بجائے حضرت جبرئیلؑ کو تیسرا اُقنوم مانا جاتا ہے۔ نصاریٰ تینوں اُقنوم کو ایک حقیقت مانتے ہیں۔ اس کو عقیدۂ تثلیث کہا جاتا ہے۔ اس دقیق عقیدہ کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے عیسائیوں میں ایک ایسا گروہ اٹھ کھڑا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں اور کسی کو شریک نہیں کرتے انہیں یُونی ٹیرین (UNITARIAN) یا اصحابِ وحدت کہتے ہیں۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یعنی اللہ ہی واحد اور لاشریک معبود ہے۔ معبودیت اور کسی کو سزاوار نہیں۔ یہ درست ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عظیم الشان معجزات حاصل تھے۔ اُن کی پیدائش ایک محیّر العقول کرشمہ تھی اور پھر وہ اپنے بدن کے ساتھ آسمان کی طرف پرواز کر گئے لیکن اس کے باوصف انہیں اللہ کا بندہ کہلانے میں کوئی عار نہیں ہو سکتا۔ یہی حال ملائکہ بالخصوص اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں مثلاً حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ کا ہے۔ اُن کو حیرت انگیز قوت اور

Marfat.com

استعداد حاصل ہے۔ تاہم اُنہیں اللہ کی مخلوق کہلانے سے عار نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سراپا عجز و عبودیت ہیں۔ اُن کی صلاحیتوں کا سارا کمال ان کی بندگی میں پوشیدہ ہے۔ مخلوق کو جس قدر قوٰی یا صفات حاصل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ جس وقت چاہے واپس لے سکتا ہے اور مخلوق کو فنا کی نیند سُلا سکتا ہے۔ لہٰذا اُس کے آگے سرِ نیاز خم کرنا باعثِ ننگ نہیں بلکہ باعثِ شرف و سعادت ہے۔
لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔
اللہ تعالیٰ کو بیٹے یا بیٹی کی حاجت نہیں۔ زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک ہے مخلوق کے سب امور اور اُن کا انجام اسی کے دستِ قدرت میں ہے۔ وہ لاشریک کارساز ہے۔ اس کی کارسازی کسی کے تعاون کی محتاج نہیں۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تو رہے جو ایمان لائے اور کیے نیک کام

اور وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

تو پورے پورے دے گا انہیں اجر ان کے

تو وہ انہیں اُن کے اجر پورے پورے دے گا

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

اور مزید دے گا انہیں سے فضل اس کا

اور اپنے فضل سے انہیں مزید دے گا

Marfat.com

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا

اور رہے جو عار سمجھا انہوں نے اور تکبر کیا انہوں نے

اور رہے وہ جنہوں نے عار سمجھی اور تکبر کیا

فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ (۱۷۳)

تو عذاب دے گا انہیں عذاب دردناک

تو انہیں دردناک عذاب دے گا

وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور نہ پائیں گے وہ لئے ان کے سے الگ

اور وہ اللہ کے سوا اپنے لئے کوئی نہ دیکھیں گے

وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ۝ (۱۷۴)

تجلی دوست اور نہ مددگار

دوست اور نہ مددگار

تفسیر آیت ۱۷۳ — ۱۷۴

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ عدل کا حق ادا کر دے گا۔ مؤمنین کے اجر جب ان کی آنکھوں کے سامنے آئیں گے تو ان کے دل بے اختیار کہہ اٹھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری امیدوں کا دامن خوب بھر دیا ہے۔ وہ مسرت سے جھوم اٹھیں گے وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ یعنی اچانک وہ کیا دیکھیں گے کہ انعامات کی ایک اور جھڑی لگ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے جو کچھ عطا فرمایا تھا

Marfat.com

اُس کے عدل کا تقاضا تھا لیکن محض عدل تو حساب کا معاملہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے حساب کے دائرہ میں بند نہیں۔ اس لئے وہ عادلانہ حق رسانی کے علاوہ اپنے فضل وکرم کے تقاضا سے مزید انعامات بھی عطا کرے گا۔

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکانے میں عار دیکھی اور تکبر کے نشہ میں مست زندگی گزار دی آخرت میں ان کے فخر کے آبگینے پاش پاش ہو جائیں گے۔ اُن پر ایسی مار پڑے گی کہ رُواں رُواں بلبلا اٹھے گا اور غفلت کی نیند اُڑ جائے گی لیکن اس وقت کی بیداری کسی کام کی نہ ہوگی۔ اُن کی آہ وپکار بے کار جائے گی۔ ایسا کوئی دوست نظر نہ آئے گا جو اُن کے حال پر آنسو بہائے اور نہ دنیا کے حامیوں میں سے کوئی ایسا حامی میسر ہوگا جو مدد کو پہنچ سکے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اے لوگو! ہے آیا تمہارے پاس روشن دلیل سے رب تمہارا

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آچکی

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿۱۷۵﴾

اور اتارا ہم نے طرف تمہاری نور نمایاں

اور ہم نے تمہاری طرف نمایاں نور نازل کیا

بُرْهَان بَرِهَ سے بروزنِ فُعلان ہے۔
بَرِهَ کے معنی ہیں سفید ہوا۔ بُرهَان ایسی دلیل یا حجت کو کہتے ہیں جو اس قدر روشن ہو کہ اس پر لا محالہ پختہ یقین ہو جائے
بُرهَان کا صدق دائمی ہوتا ہے۔ (راغب)
بُرهَان سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپؐ کی گفتار

Marfat.com

کی صداقت اور کردار کی پاکیزگی کے دشمن بھی معترف تھے۔ مکّہ کے کُفّار کو آپ کے لائے ہوئے دین پر صرف یہی اعتراض تھا کہ ہمارے آبائی عقائد پر زد پڑتی ہے۔ یہود آپ کی تشریف آوری کی پیش گوئیاں کیا کرتے تھے لیکن پھر نسلی تعصب کی وجہ سے دشمن ہو گئے۔ جہاں تک آپ کے اخلاق کا تعلق ہے کسی آدمی کو انگلی اٹھانے کا یارا نہ تھا۔ غرض آپ کی ذات اپنی صداقت کی آپ ہی دلیل تھی۔ ع

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

نُوْرٌ مُّبِیْن سے مراد قرآن حکیم ہے کیونکہ یہ ایسا نور ہے جو زندگی کی راہ کو واضح کر دیتا ہے۔ یہ انسانیت کے لئے کامل ضابطۂ حیات ہے جس کی روشنی میں انسان کے بھٹکنے کا کوئی امکان نہیں۔ یہ صحیح کو غلط سے اور حق کو باطل سے الگ اور ممتاز کر کے دکھاتا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ			
تو رہے	جو	ایمان لائے	
تو رہے وہ جو اللہ پر ایمان لائے			
وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ			
اور	وابستہ ہوئے	ساتھ	اس کے
اور اس سے وابستہ ہوئے			
فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ			
تو جلد داخل کرے گا	انہیں	میں رحمت	اس سے اور فضل
تو وہ انہیں جلد اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا			

Marfat.com

وَّيَهْدِيَهُمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۶﴾

اور ہدایت دے گا انہیں اس کی طرف رستہ سیدھا

اور انہیں اپنی طرف سیدھا راستہ دکھائے گا

عَصَمَ (۱) بچایا
(۲) روک رکھا، نہ چھوڑا

اِعْتَصَمَ میں مذکورہ بالا دونوں معنی آجاتے ہیں یعنی کسی کے ساتھ پختگی سے وابستہ ہو (نتیجۃً) محفوظ ہو گیا۔

اِعْتِصَام کسی چیز کو مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں پکڑ لینا تاکہ اس کی وجہ سے اپنا بچاؤ اور حفاظت رہے۔

اِعْتِصَام بِاللّٰہ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے دین کو پختگی سے تھام لینا، ایمان پر مضبوطی سے قائم ہونا اور نتیجۃً شیطان کے حملوں اور بہکاووں سے محفوظ ہو جانا۔

نَنَل احسانِ زائد؛ مزید بھلائی

يَسْتَفْتُوْنَكَ ط .

وہ رائے پوچھتے ہیں تجھ سے

(اے نبی!) وہ آپ سے رہنمائی چاہتے ہیں

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ،

کہہ رہنمائی کرتا ہے تمہاری بابت کلالہ

فرما دیجئے کہ اللہ کلالہ کے بارے میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے

Marfat.com

إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ

اگر آدمی مرگیا

اگر کوئی آدمی مرجائے

لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗٓ اُخْتٌ

نہیں اس کی اولاد اور اس کی بہن

جس کی کوئی اولاد نہ ہو[1] اور اس کی ایک بہن ہو

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

تو لئے اس کے آدھا جو چھوڑا اس نے

تو اس کے لئے آدھا ہے جو اس نے چھوڑا

وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ

اور وہ وارث ہوگا اس کا اگر نہ ہو اس کا اولاد

اور اگر اس (عورت) کی کوئی اولاد نہ ہو تو وہ اس کا وارث ہوگا

فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ

تو اگر ہوئیں دو

تو اگر دو بہنیں ہوں

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ

تو لئے ان کے دو تہائی سے جو چھوڑا اس نے

تو ان کے لئے دو تہائی ہوگا اس سے جو اس مرد نے چھوڑا

[1] اور نہ ماں باپ

Marfat.com

وَ اِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً

اور اگر ہوئے بھائی بہن مرد اور عورتیں

اور اگر بھائی بہن ہوں ـــــ چند مرد اور عورتیں

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

تو لئے مرد برابر حصّہ دو عورتیں

تو مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصّہ ہے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ

وضاحت کرتا ہے لئے تمہارے کہ بھٹکو

اللہ تمہارے لئے وضاحت کرتا ہے تاکہ تم نہ بھٹکو

وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ ع ۲۲ ۲۶ ۲

اور ساتھ ہر شے علم والا

اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے

کَلَالَہ یہ لفظ موروث (یعنی متوفی) اور وارث ہر دو پر صادق آسکتا ہے۔ اگر اس کے معنی متوفی ہوں تو ایسا متوفی مراد ہوگا جس کے نہ ماں باپ زندہ ہوں اور نہ اولاد ہو۔ اگر اس کے معنی وارث لئے جائیں تو وہ وارث مراد ہوگا جس کو متوفی کے والدین اور اولاد کی عدم موجودگی میں ورثہ ملتا ہے۔

لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ مراد ہے وَ لَا وَالِدٌ یعنی ماں باپ بھی نہ ہوں۔ کلالہ کی

عام حالت صرف بے اولاد ہونے کی ہوتی ہے اور والدین اکثر پہلے ہی وفات پا چکے ہوتے ہیں اس لئے صرف اولاد کے عدم وجود کا ذکر آیا۔

وَلَدٌ اُنْثٰی یعنی اس کی صرف ایک ہی عینی[1] یا علاتی[2] بہن ہو۔

وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ

یعنی معاملہ برعکس ہو تو مرد وارث ہوگا۔ مراد یہ کہ کلالہ اگر عورت ہو اور اس کا ایک ہی عینی یا علاتی بھائی ہو تو وہ بہن کے پورے ترکہ کا وارث ہوگا۔ هُوَ کا اشارہ بھائی کی طرف اور هَا کا کلالہ عورت کی طرف ہے۔

یہاں بھی اگرچہ صرف وَلَدٌ کا ذکر آیا ہے لیکن والدین بھی مراد ہیں۔

فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ یعنی اگر عینی یا علاتی بہنیں دو ہوں تو انہیں ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا۔ باقی دیگر ورثاء پر تقسیم ہوگا۔

اِخْوَةً اَخٌ یا اَخٌ کا جمع ہے۔ یہاں اس کے مفہوم میں اخوات یعنی بہنیں بھی شامل ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً .....

اگر کئی بہن بھائی ہوں تو تقسیم جس طرح ہوگی اور یہ عام اصول مدنظر رکھا جائے گا کہ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

اَخیافی[3] بہن بھائیوں کو صرف اسی صورت میں ورثہ ملتا ہے کہ عینی یا علاتی بہن بھائی نہ ہوں۔

اَنْ تَضِلُّوْا یہاں تَضِلُّوْ سے پہلے لَا محذوف ہے یعنی اَنْ لَّا تَضِلُّوْا

---

[1] ماں باپ دونوں کی طرف سے [2] صرف باپ کی طرف سے [3] صرف ماں کی طرف سے

انتساب

رَبُّ الْعَالَمِیْن

کی

شانِ رُبُوبِیَّت

سے

سراپا عجز

شیخ محمد اقبال ابن شیخ سکندر دین رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com